سوال

مطلقہ عورت کی عدت سے بیوہ کی عدت زیادہ ہونے میں کیا حکمت پائی جاتی ہے ؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کےلیے، اوردوروو سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعدازاں :

اللہ سبحانہ وتعالی نے مطلقہ اور بیوہ عورت کےلیے عدت فرض کرتے ہوئے فرمایا ہے :

اورطلاق یافتہ عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کوروکے رکھیں البقرۃ (228).

اورفرمان باری تعالی ہے :

اورتم میں سے جولوگ فوت ہوجائیں اوراپنی بیویاں چھوڑجائیں تووہ بیویاں چارماہ دس دن تک انتظار کریں البقرۃ (234).

اگر مسلمان شخص کو حکمت معلوم نہ بھی ہو تو بھی مسلمان شخص پر سمع واطاعت واجب ہے، اوراسے وحی کی نصوص اوراحکام شرعیہ کو تسلیم کرنا چاہیے .

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن ہی نہیں ہوسکتے حتی کہ وہ آپس کے اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، اورپھر آپ ان میں جوفیصلہ کریں وہ اس کے متعلق اپنے دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کرتے ہوں، اوراسے پوری طرح تسلیم کریں تسلیم کرنا النساء (65).

اورایک مقام پراللہ رب العزت کا فرمان ہے :

جب ایمان والے اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلائے جائیں تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے ان کی بات یہی ہوتی ہے کہ ہم نے سنا اورہم نے اطاعت کی اوریہی لوگ فلاح پانے والے ہیں النور (51).

اورایک مقام پراللہ تعالی کا فرمان ہے :

اورکبھی بھی نہ کسی مومن مرد کا حق ہے اورنہ کسی مومن عورت کا کہ جب اللہ تعالی اوراس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی معاملے کا فیصلے کردیں کہ ان کےلیے ان کے معاملے میں کوئی اختیار باقی ہو، اورجوکوئی اللہ اوراس رسول کی نافرمانی کریگا تووہ یقینا گمراہ ہوگیا اورواضح گمراہ ہونا الاحزاب (36).

اوریہ احکام کی علت بیان کرنے سے منع نہیں کرتا، اہل علم حضرات نے عدت کی کئی ایک علتیں بیان کی ہیں جودرج ذیل ہیں ان علتوں کو بیان کرنے میں یہاں کوئی مانع نہیں اس لیے ہم چندایک علتیں ذیل میں بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں :

1 اللہ سبحانہ وتعالی کے حکم پر عمل کرکے اللہ کی عبادت ہوگی، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے مومن عورتوں کوعدت گزارنے کا حکم دیا ہے

2 اس عدت سے استبراء رحم ہوجاتا ہے اور یہ علم ہوجاتا ہے کہ حمل نہیں ہتاکہ نسب میں اختلاط نہ ہوجائے

3 طلاق میں خاوند اور بیوی کو آپس میں رجوع کے ذریعہ ازدواجی زندگی میں واپس آنے کا موقع فراہم کرنا

4 نکاح جیسے عظیم معاملہ کی عظمت اور اہم ہونا کیونکہ طلاق کےلیے ایک طویل مدت اور عرصہ کا انتظار کرنا پڑتا ہے ، اگر ایسا نہ ہوتا یعنی عدت نہ ہوتی تو یہ بچوں کے کھیل کی جگہ لے لیتا کہ نکاح ہوتا اور ایک ہی لمحہ میں نکاح ختم بھی ہوجاتا

5 خاوند کی فضیلت واحسان کا اعتراف کرتے ہوئے خاوند کی وفات کے بعد غم و پریشانی کا اظہار

بیوہ کی عدت میں درج ذیل اشیاء کا اضافہ ہوگا :

جب خاوند فوت ہونے میں فراق عظیم تھا تو اس سے وفائی کی مدت بھی طویل ٹھری

بیوہ کی عدت میں اتنی مدت رکھی گئی ہے جس میں بچہ پیٹ میں واضح حرکت کرنے لگتا ہے ،تاکہ نسب کی حفاظت ہوسکے ، طلاق میں تو اتنی مدت رکھی گئی جس سے برات رحم ہو جو کہ ظنی دلالت تھی؛ کیونکہ طلاق دینے والا شخص اپنی طلاق یافتہ بیوی کی حالت طہر اور حیض سے معلوم کر سکتا ہے ، اور اسے طلاق سے قبل بھی اس کے قریب جانے کی حالت کا علم ہے؛ لیکن میت کےلیے ایسا نہیں؛ اس لیے چار ماہ سے دس دن زائد اس لیے کیے گئے تاکہ بچہ میں جو حرکت ہو وہ واضح معلوم ہوجائے؛ کیونکہ بچہ کمزور یا طاقت وار ہونے کے اعتبار سے حرکت میں بھی تاخیر یا جلدی ہو سکتی ہے

فوتگی کی بنا پر حاصل ہونے والی پریشانی و غم بہت عظیم اور زیادہ ہوتی ہے جو تین مہینوں سے بھی زائد پر محیط ہے ، اگرچہ اس مدت میں رحم کی برات تو ہوجاتی ہے؛ لیکن غم و پریشانی اور تکلیف سے بری ہونے کےلیے تو اس سے بھی زیادہ مدت اور عرصہ درکار ہے

اگر بیوہ خاوند ہونے کے بعد اپنی شادی جلدی کرلے تو خاوند کے خاندان والوں کو برا لگے گا اور وہ اس عورت کے متعلق مختلف قسم کی سوچیں سوچنے لگیں گے کہیں اس عورت نے ہی توان کے بیٹے کو کچھ نہیں کر دیا تھا ، اور وہ کہیں دوسری جگہ شادی کرنا چاہتی تھی ، اس لیے خاوند سے وفاداری اور اس پر غم بھی اتنی طویل عدت میں ہی ہے

اگر مطلقہ عورت کو بچہ پیدا ہوجائے تو طلاق دینے والے شخص کےلیے لعان کرکے اس بچے کی نفی کرنا اور اس عورت کو جھوٹا کہنا ممکن ہے ، لیکن میت کے متعلق ایسا نہیں ہوسکتا ، ہو سکتا ہے اس بیوہ عورت کا بچہ پیدا ہوا اور وہ اس کی نسبت میت کی طرف کردے ، اس لیے بیوہ کےلیے احتیاطا اتنی طویل عدت رکھی گئی ہے

پھر دوسری بات یہ بھی ہے کہ جاہلیت میں تو بیوہ عورت اس سے بھی زیادہ عرصہ بیٹھی رہتی اور عدت گزارتی تھی

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" چار ماہ دس دن کی عدت میں حکمت یہ ہے کہ یہ پہلے خاوند کے حق کی حفاظت ہے ، اسی لیے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق بہت عظیم تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویاں ساری زندگی امت کےلیے حرام ٹھریں ، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی دوسروں کےلیے چار ماہ دس دن کافی ہیں واللہ اعلم

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عدت چار ماہ دس دن کیوں رکھی گئی ہے ؟

جواب یہ ہے کہ :

چار ماہ سال کا ایک تہائی ہے ، اور دس دن مہینہ کا ایک تہائی بنتے ہیں ، حدیث میں وارد ہے :

"ایک تہائی، اور ایک تہائی بہت زیادہ ہے "

دور جاہلیت میں عورتیں گندے ترین گھر میں ایک برس تک عدت بسر کرتی تھیں، اس کے لیے گھر کے ایک کونے میں چھوٹا سا خیمہ لگا دیا جاتا جس میں وہ دن رات بیٹھی رہتی، نہ تو غسل کرتی اور نہ ہی جسم کی صفائی، ایک برس تک ایسے ہی رہتی تھی، گرمی و سردی ایسے ہی گزر جاتی

جب سال بعد باہر نکلتی تو وہ ایک چڑیا یا مرغی لا کر اس کے سامنے رکھتے تو وہ اس پر ہاتھ پھیرتی اس کے بعد وہ عدت والی گندی اور بدبودار تعفن والی جگہ سے باہر نکلتی تھی، اور وہ زمین سے مینگنی اٹھا کر پھینک دیتی، گویا کہ زبان حال سے یہ کہہ رہی ہوتی :

میرے لیے اس عرصہ میں جو تنگی اور مصیبت آئی وہ اس مینگنی کے برابر تھی!

لیکن الحمد للہ دین اسلام نے اس طویل اور لمبی مدت کی بجائے تھوڑی سی مدت عدت مرقرر کرتے ہوئے چار ماہ دس دن رکھے

پھر کیا دین اسلام نے اسے صفائی ستھرائی کرنے سے روکا ہے یا نہیں ؟

نہیں عورت کو اس عرصہ میں صفائی ستھرائی سے منع نہیں کیا، جس طرح چاہے صفائی کرے؛ اور جو چاہے لباس زیب تن کرے؛ صرف اسے خوبصورتی اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے اور بے پردگی مت کرے " انتہی

دیکھیں : الشرح الممتع علی زاد المستقنع (13/348-349).

مزید معلومات کے لیے آپ المغنی (11/224) اور المجموع (19/433) اور التحریر والتنویر ابن عاشور (2/421-422) اور تفسیر المنار (2/416-417) اور روائع البیان فی تفسیر آیات الاحکام (1/343) کا مطالعہ ضرور کریں

مزید تفصیلات کے لیے آپ سوال نمبر (81139) کے جواب کا مطالعہ کریں

واللہ اعلم.

الاسلام سوال وجواب

132479